

مذکرہ علیہ

مسئلہ بر قدر

(۵)

خلاصہ مباحثہ

پچھلی چار صحبتوں میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اتنا انسان نے اس مسئلہ کو سمجھنے کی جتنی کوششیں کی ہیں وہ سب ناکام ہوئی ہیں۔ اور ان تمام ناکامیوں کی وجہ صرف ایک ہے، یعنی ان ذرائع کا فقدان جن سے انسان اس وسیع کائنات کے نظام حکومت، اور اس عظیم الشان سلطنت الہی کے دستور اساسی معلوم کر سکے۔ ہمارے سامنے ایک زبردست کارخانہ چل رہا ہے۔ ہم خود اس کارخانے کے کل پرزوں میں سے ایک تھیر پرزہ ہیں۔ اور اس کے دیگر پرزوں کے ساتھ ہم بھی حرکت کر رہے ہیں۔ بس اتنا ہی ہم کو معلوم ہے کہ وہ قوتیں جو اس کارخانے کو چلا رہی ہیں، اور وہ قوانین جن کے ماتحت اس کے کام چل رہے ہیں، تو ان تک رسائی حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ نہ ہمارے حواس و ہاں تک پہنچ سکتے ہیں، اور نہ ہماری عقل اس کے اسرار کو پا سکتی ہے احساس و ادراک سے ماورا حقیقتوں کو چھوڑے۔ ہم نے تو ابھی تک کائنات کے ان مظاہر کا بھی پوری طرح احاطہ نہیں کیا ہے۔ جو سرحد ادراک و احساس سے خارج نہیں ہیں۔ جو کچھ ہم نے حواس سے محسوس کر کے ہیں۔ اور جو کچھ قیاس و استقراء کے ذریعہ کسی حد تک ہمارے علم میں آسکا ہے وہ مظاہر کائنات کے لاتنا ہی سمندر میں ایک قطرہ سے زیادہ نہیں ہے۔ گویا ہمارے علم اور حواس علم کو ہمارے جہل اور اسباب جہل کے ساتھ وہی نسبت ہے جو تناہی کو لامتناہی کے ساتھ ایسی حالت میں ایک کسی طرح ممکن ہی نہیں ہے کہ ہم اس کارخانے کے باطنی نظام، اور اس میں اپنی صحیح پوزیشن کو سمجھ سکیں۔

ہمارا خود اپنے ذرائع علم سے اس کو سمجھنا تو درکنار، اگر خداوند تعالیٰ کی جانب سے ہمارے سامنے آگے بیان کیا بھی جاتا، تب بھی ہم اپنی محدود عقل سے اس کے معانی کو نہ سمجھ سکتے۔

عود الی المقصود اب ہیں اہل سوال کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ سوال یہ تھا کہ قرآن مجید میں مسئلہ

قدر کی طرف جو اشارات کئے گئے ہیں ان میں بظاہر تناقض نظر آتا ہے۔ کہیں بندے کو خود اپنے افعال

کا فاعل قرار دیا گیا اور اسی پر نیک و بد کی تمیز قائم کر کے جزا و سزا کی وعدہ و وعید کی گئی ہے کہیں

بندے سے قدرتِ فعل کو سلب کر کے تمام افعال کی نسبت خدا کی طرف کر دی گئی ہے اور کہیں ایک ہی

فعل خدا اور بندے دونوں کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ کہیں بندے کو ہدایت قبول کرنے اور ضلالت سے

نکلنے کی دعوت اس طرح دی گئی ہے کہ گویا اس میں ترک و اختیار کی طاقت ہے اور کہیں کہا گیا ہے کہ

ہدایت و ضلالت خدا کی طرف ہے خدا ہی گمراہ کرتا ہے اور خدا ہی سیدھے رستے پر ڈالتا ہے کہیں بندہ کے لئے

ثابت کی گئی ہے، اور کہیں کہہ دیا گیا ہے کہ بندے کی مشیت کوئی چیز نہیں، اصل مشیت خدا کی ہے کہیں

شروع و معاصی کو بندے کی طرف منسوب کیا گیا ہے، کہیں ان کا باعث شیطان کو قرار دیا گیا ہے، اور

کہیں بتایا گیا ہے کہ خیر اور شر سب خدا کی طرف سے ہیں۔ کہیں کہا گیا ہے کہ خدا کے اذن کے بغیر کوئی

کچھ نہیں کر سکتا، اور کہیں نافرمان انسانوں کو الزام دیا گیا ہے کہ انہیں خدا نے جو کچھ حکم دیا تھا انہوں

نے اس کے خلاف کیا۔ اگر یہ باتیں باہم متناقض ہیں، جیسا کہ بظاہر نظر آتا ہے، تو ایسی کتاب

کو ہم کتابِ الہی کیسے کہتے ہیں جس میں اپنی متناقض باتیں ہوں؟ اور اگر ان میں تناقض تسلیم

نہیں کیا جاتا، تو بتایا جائے کہ ان کے درمیان توفیق و تطبیق کی کیا جہل ہے؟

امور اور اطمینان کے اس سوال پر غور کرنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ قرآن کریم میں

بیان قرآن کا مقصد نہ صرف مسئلہ جبر و قدر بلکہ جملہ امور اور اطمینان کی طرف متوجہ اشارات کئے

گئے ہیں ان کا اہل مفہدان امور کی حقیقت بتانا نہیں ہے اور نہ اسرارِ الہی پر سے پردہ اٹھانا ہے۔

اس لئے اول تو وہ بسیط حقیقتیں جو اس وسیع کائنات کے ورق ورق پر لکھی ہوئی ہیں اپنی تفصیلات کیسا
 نہ کسی ایسی کتاب میں سما سکتی ہیں جسے انسان پڑھ سکتا ہو اور نہ کوئی انسانی بولی ان کے بیان کی تحمل ہو سکتی
 ہے۔ ان کے لئے لامتناہی دفتر چاہئیں، ان کو پڑھنے کے لئے ازلی وابدی زندگی درکار ہے۔ ان کو
 بیان کرنے کے لئے غیر لفظی عقلی کلام اور ان کو سننے کے لئے بے آواز عقلی سماع کی حاجت ہے۔

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّلْكَلِمَاتِ رَبِّي ۖ لَأَنفَدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي ۚ لَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَادًّا ۚ (۱۲: ۱۸)
 ان کے ختم ہونے سے پہلے ہی خراج ہو جاتا اور اگر ہم
 ایک سمندر اور اس کی مدد کیلئے آتے تب بھی میرے رب کے کلمات تمام نہ ہوتے۔

دوسرے اگر ان کو بیان کیا بھی جاتا، تو جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے، انسان اپنے ان محدود
 قوائے ذہنی سے جو اسے عطیے کئے ہیں، ان کو سمجھ نہ سکتا۔ انسان کی عقل کا یہ حال ہے کہ اگر اسطرح
 اور فینٹا غورس کے زمانہ میں کوئی شخص بیسویں صدی عیسوی کے ٹیلیفون، سینما، ریڈیو اور ہوائی جہاز
 کی تفصیلات بیان کرتا، تو سب سے پہلے وہ لوگ اس پر جنون کا حکم لگاتے جو آج تک سرآمد عقلمند سمجھے جاتے
 ہیں۔ اور اگر آج بیسویں صدی میں ان چیزوں کی کوئی تشریح کی جائے جو اس سے ہزار برس یا ہزار
 ونیا میں ظاہر ہونے والی ہیں، تو ہمارے بڑے سے بڑے فلسفی اور محققین اسے سمجھ نہ سکتے۔ ان
 چیزوں کا حال ہے جن کو جاننے اور سمجھنے کی استعداد انسان میں بالذات موجود ہے اور فرقہ و
 قوت و فعل کا ہے۔ مگر جن امور کو سمجھنے کی استعداد ہی سرے سے اس میں نہیں ہے جو اس کے تصور
 میں کسی طرح سما ہی نہیں سکتے، ان کو بیان کرنے سے آخر کیا فائدہ مترتب ہو سکتا تھا؟ اسی لئے قرآن
 کہتا ہے کہ :-

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ اِنَّ كَسْفًا لِّسَانَ الْمَلَائِكَةِ اِذَا كَانُوا فِي سُبْحَانَ رَبِّهِمْ ۗ اِنَّ كَسْفًا لِّسَانَ الْمَلَائِكَةِ اِذَا كَانُوا فِي سُبْحَانَ رَبِّهِمْ ۗ اِنَّ كَسْفًا لِّسَانَ الْمَلَائِكَةِ اِذَا كَانُوا فِي سُبْحَانَ رَبِّهِمْ ۗ

وَلَا يَحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۗ وَرُءُوسُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ لَا يَسْئَلُونَ عِلْمَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْغَنِيُّ ۗ وَهُوَ يُعَلِّمُ الْوَسْوَاطَ الْغَيْبِ مَا يَشَاءُ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۗ

چاہے۔ اس کا علم تو آسمانوں اور زمین، سب پر چھپا یا ہوا ہے۔

پس اس قسم کے امور کی طرف قرآن میں جو اشارات کئے گئے ہیں، وہ زیادہ تر ان مقاصد کو مدد پہنچانے کے لئے ہیں جن کا تعلق انسان کے اخلاقی اور عملی مفاد سے ہے۔ اور بعض مقامات پر ان سے مقصود حقیقت شناس نظر اور اعلیٰ روحانی بصیرت رکھنے والوں کو اسرار الہی کا کچھ تھوڑا سا علم بخشا ہے۔ اور کہیں بیان کا سیاق اور موقع محل کا اقتضائے ان اشارات کی طرف داعی ہوا ہے، جن کو غور و تأمل اور فکر صحیح سے ہم تھوڑا بہت سمجھ سکتے ہیں۔

مسئلہ قضا و قدر کے بیان کا نشانہ | اس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ قضا و قدر کے مسئلہ پر جو اشارات

کلام اللہ میں آئے ہیں ان کا اصل مقصد یہ ہے ہی نہیں کہ ہم سے وہ چیز بیان کی جائے جس کے بھننے کی قابلیت و استعداد ہم میں سرتے سے موجود ہی نہیں ہے۔ اصل میں جو کچھ مقصود ہے وہ صرف اس قدر ہے کہ انسان میں قناعت ایک سو کوئی تکمل علی اللہ بصبر و استقامت اور دنیوی طاقتوں سے بے خوفی

پیدا کی جائے، اور اس میں اخلاقی قوت کی ایسی روح بھردی جائے جس کی موجودگی میں مایوسی پریشانی

خوفِ خدا، رشک اور لالچ اس کے پاس پھینکنے پائیں وہ اس قوت کے ذریعہ سے حق و صداقت اور

نیکی کے طریق پر قائم رہے، اس کی طرف دوسروں کو دعوت دے، اس کے لئے سخت مشکلات کا

مقابلہ کرے، اس کی راہ میں جتنی آزمائشیں پیش آئیں ان میں ثابت قدم رہے، ان خدا کے سوا کسی

مضرت پہنچنے کا اندیشہ کرے اور نہ کسی سے ذرہ برابر فائدے کی امید رکھے۔ نہ بے سرو سامانی میں

ہارے اور نہ سرو سامان پر بے جا اعتماد کرے۔ نہ زندگی کی ناکامیوں پر شکستہ خاطر ہو، اور نہ کامیابیوں

سے محمور ہو کر سرکشی پر اتر آئے۔ مثال کے طور پر آیات ذیل ملاحظہ ہوں جن سے اصل مقصود پر روشنی پڑتی ہے

أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا (۲۰:۲)

تمام قوت کا مالک صرف خدا ہے۔

يَأْتِيهَا النَّاسُ أَنْتُمْ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ

اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو، اور دراصل

وَاللَّهُ مُنَوِّعٌ الْغَنَى الْحَمِيدُ (۳:۳۵)

بے نیاز و وہی ہے۔

وَ أَذْكُرْ سَمَرَتَيْكَ وَ تَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا

اپنے پروردگار کا نام لے اور سب سے ٹوٹ کر

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

اسی کا ہو جا۔ وہ مشرق اور مغرب سب کا پالنے والا

فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا (۱:۴۳)

ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس تو اسی کو اپنا

کارساز بنا لے۔

الْمَعْلَمَاتِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ

کیا تو نہیں جانتا کہ آسمانوں اور زمین کی حکومت کا

وَالْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ دِينٍ

مالک خدا ہی ہے، اور اللہ کے سوا تم لوگوں کا کوئی

وَالنَّصِيرِ (۲:۱۳)

حامی مددگار نہیں ہے۔

إِنْ يَنْصُرْكُمْ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ فَاتَّ

اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب آئے

يَتَّخِذْ لَكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ

نہیں ہے اور اگر وہ تم کو چھوڑ دے تو اس کے بعد

مِنْ بَعْدِهِ، وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

کون ہے جو تمہاری مدد کر سکتا ہے۔ جو ایمان والے

الْمُؤْمِنُونَ ۝ (۱۴:۳)

ہیں ان کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

قَبْلِ اللَّهِ مَا لَكَ الْمَلِكِ تُؤْتِي الْمَلِكَ

کہو کہ خدا ایسا تو ہی ملک کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے

مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمَلِكَ مِمَّنْ تَشَاءُ

حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذَلُّ مَنْ تَشَاءُ

چھینتا ہے جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور

بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے سب بہلائی تیرے

(۳:۳)

ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۙ تَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ
 مَنْ يَشَاءُ (۸: ۳) کہو کہ فضیلت اللہ کے ہاتھ میں ہے، جس کو چاہتا ہے
 اور وہ بہت کثادہ دست و صاحب علم
 ہے۔ اپنی رحمت کے لئے جس کو چاہے مخصوص کرے
 لَقَدْ مَقَالَيْدَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَنْسُطُ الرِّزْقَ
 مَنْ يَشَاءُ ۗ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ
 (۲۰: ۳۲) آسمانوں اور زمین کی کھینچان اس کے ہاتھ میں ہے جسے
 چاہتا ہے کثادگی کے ساتھ رزق عطا کرتا ہے اور جس کو
 چاہتا ہے ایک انداز سے نپا ملتا دیتا ہے۔ وہ ہر شے کے حال
 وَاللَّهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ (۱۰: ۱۶) اور اللہ ہی ہے جس نے تم کو رزق میں ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے
 وَإِنْ تَسْتَسْئَلِ اللَّهَ بِضَرْفٍ لَّا كَاشِفٍ لِّذَلِكَ (الْأَهْوَىٰ -
 تَسْتَسْئَلُ) وَإِنْ يَخْتَرِ لَّا سَاءَ ذَرَفَضِلِهِ، يَسْبَبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ
 مِنْ عِبَادِهِ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (۱۱: ۱۰) اگر اللہ تجھ کو نقصان پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اس نقصان کو دور
 کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تجھے فائدہ پہنچائے تو کوئی اس کے فضل کو
 پھیرنے والا نہیں ہے اپنے بندوں میں وہ جس کو چاہے فائدہ پہنچائے وہی ہے والا
 وَمَا هُمْ بِتَقَارِبِينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ (۱۲: ۲) وہ اپنی تدبیر سے کسی کو خدا کے اذن کے بغیر نقصان نہیں پہنچا سکتے
 قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُمْ وَمَوْلَانَا
 عَلَىٰ اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (۹: ۵) کہو کہ ہم پر کوئی مصیبت نہیں آئی گی بجز اس کے جو اللہ نے ہمارے نصیب
 لکھی ہے۔ وہی ہمارا مولیٰ ہے اور ایمان والوں کو اللہ ہی پر
 وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ
 كِتَابًا مَوْجِلًا (۱۵: ۳) کوئی شخص اللہ کے اذن کے بغیر نہیں مر سکتا۔ موت کا
 وقت مقرر ہے اور وہ پہلے سے لکھا ہوا ہے۔
 يَقُولُونَ لَوْ كَانُوا مِنَ الْأَمْشَىٰ مَا قَاتَلْنَا
 هَهُنَا، قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَأَ الَّذِينَ
 تَبَّ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ -
 (۱۶: ۳) وہ کہتے ہیں کہ اگر تدبیر میں ہمارا ابھی دخل ہوتا تو ہم یہاں
 نہ مارے جاتے ان سے کہو اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے
 تب بھی جن لوگوں کے نصیب میں مارا جانا لکھ دیا گیا تھا
 وہ خود اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل آتے۔